۱۶۔ ہزاروں سال لمبی رات

رتن سنگھ

پہلی بات : ایک کہاوت ہے 'بھوکے بھجن نہ ہوئے' یعنی آدمی اگر بھوکا ہو تو کسی کام میں اس کا جی نہیں لگتا؛ وہ کام چاہے خدا کی عبادت کیوں نہ ہو۔ بھوک لگنا انسان اور حیوان کی فطری عادتوں میں شامل ہے۔ کام کاج کرتے ہوئے اس کے اعضا تھک جاتے ہیں۔ اس کے جسم کو چلانے والے اعضا یعنی دل، جگر، معدہ وغیرہ پر بھی تھکن چھا جاتی ہے۔ اس تھکن سے جانداروں کو بھوک کا احساس ہوتا ہے۔ وہ کھانا کھالیں تو تھکے ہوئے اعضا کو پھر طاقت مل جاتی ہے اور وہ کام کرنے لگتے ہیں۔ بھوک کے تعلق سے اس سبق میں بتایا گیا ہے کہ انسان بھوکا ہو تو اسے نیند نہیں آتی، اس کا ذہن بے سر پیر کی باتیں سوچنے لگتا ہے۔ اگر بہت سے بھوکے انسان ایک جگہ جمع ہو جائیں تو پتا چلتا ہے کہ سب کا ذہن بھوک مٹانے کی فکر میں طرح طرح کی باتوں میں اُلجھا ہوا ہے۔ ذیل کی کہانی میں مصنف نے بھوک کی وجہ سے پیدا ہونے والی انسانی بے چینی کی کیفیت کو بیان کیا ہے۔

جان پہچان : رتن سنگھ ۱۹۲۷ء میں سیال کوٹ (پاکستان) میں پیدا ہوئے۔ اُردو کے ممتاز افسانہ نگاروں میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ ان کے افسانے انسانی زندگی کے مسائل پر مبنی ہوتے ہیں۔ وہ اپنے افسانوں میں سماجی اور معاشرتی حالات بڑے مؤثر انداز میں پیش کرتے ہیں۔ 'پہلی آواز، پنجرے کا آدمی، کاٹھ کا گھوڑا' وغیرہ ان کے افسانوں کے مجموعے ہیں۔

سننے والے اس کی بات بڑے انہماک سے سن رہے تھے۔ سنانے والا ان سب کے بیچ لیٹا ہوا، بالکل اوٹ پٹانگ باتیں کر رہا تھا۔ ان میں کہیں کوئی تسلسل نہیں تھا۔ بات کرتے کرتے وہ خود ہی بہک جاتا جیسے راہ چلتا مسافر اپنی راہ سے بھٹک کر کسی غلط راستے پر چلنے لگے۔ ایک بات ادھوری ہی چھوڑ کر وہ کسی دوسری بات کا سرا پکڑ لیتا۔ اس طرح رات بہت دھیرے دھیرے سرک رہی تھی۔

وہ سب کے سب ریلوے اسٹیشن کی طرف جانے والے راستے کی ایک دکان کے برآمدے میں آ کر رات کاٹنے کے لیے لیٹ گئے تھے۔ تھوڑی دیر بعد جب ان میں سب سے بوڑھے آدمی نے گلا صاف کرتے ہوئے کسی راجا کی بات شروع کی تو اس برآمدے میں لیٹے ہوئے سب کے سب آدمی ہنکاری بھرنے لگے۔ ''ہوں، پھر کیا ہوا، بابا؟''

بس پھر کیا تھا بات چل نکلی —— ''ایک بادشاہ تھا۔ اس کی سات رانیاں تھیں۔ ساتوں رانیوں کے لیے بادشاہ نے الگ الگ محل بنوائے۔ ایک لکڑی کا، دوسرا اینٹ گارے کا، تیسرا سنگِ مرمر کا، چوتھا تانبے کا، پانچواں چاندی کا، چھٹا سونے کا اور ساتویں میں ہیرے جواہرات جڑے ہوئے تھے!''

''ہاں ٹھیک۔'' کسی نے ہنکاری بھری۔

''اتنا سب کچھ تھا لیکن بادشاہ کے یہاں اولاد نہیں تھی اس لیے وہ بہت دُکھی تھا۔ بادشاہ کو آخر کسی نے رائے دی کہ فلاں جنگل میں ایک پیڑ ہے، اس پر سات پھل لگے ہیں۔ اگر بادشاہ یہ پھل اپنی رانیوں کو کھلائے تو سب کے اولاد ہو جائے گی۔ لیکن مصیبت یہ تھی کہ اس پیڑ تک پہنچنا بڑا مشکل تھا۔ راستے میں سات دریا پڑتے تھے اور سات دیووں سے مقابلہ کرنا پڑتا تھا۔ پیڑ کے گرد سات سانپوں کا زبردست پہرا تھا لیکن بادشاہ بھی اپنی دھن کا پکا تھا۔ وہ اپنا لاؤ لشکر لے کر چل پڑا۔''

بات ابھی یہیں تک پہنچی تھی کہ بوڑھے کو کھانسی کا دورہ پڑا۔ جب اس کی سانس درست ہوئی تو بوڑھا بہک گیا۔ اس نے ایک دوسری بات چلا دی۔

''بڑی پرانی بات ہے۔ کسی کاری گر نے ایسا ڈنڈا بنایا جس کے اندر ایک آدمی بیٹھ سکتا تھا۔ اس طرح وہ ڈنڈا آدمیوں کی طرح ہی بولتا تھا، چلتا تھا اور کھاتا پیتا تھا۔''

''ہوں، ہوں۔'' قریب قریب سب نے مل کر ہنکاری بھری۔

پھر اچانک یہ ہوا کہ رکشوں اور تانگوں کا ریلا شور مچاتا ہوا سڑک پر سے گزرنے لگا۔ شاید اسٹیشن پر کوئی مسافر گاڑی رُکی تھی۔ اس لیے بوڑھا تھوڑی دیر رُکا۔ پھر اس نے ایک مچھلی کی بات شروع کردی۔ ''مچھلی اتنی بڑی تھی کہ اس کی پیٹھ پر باقاعدہ ایک شہر بسا ہوا تھا۔ جس پر نہ معلوم کتنے ہی مکان بنے ہوئے تھے، کتنے ہی کھیت تھے۔ سمندر میں جس طرف یہ مچھلی جاتی، اس طرف یہ بسا بسایا شہر چلا جاتا۔''

''ہوں، بالکل ٹھیک۔'' سب نے ہنکاری بھری۔

اس طرح رات نہایت آہستہ آہستہ سرک رہی تھی۔ بوڑھا باتیں کیے جا رہا تھا اور وہ سب کے سب بڑے غور سے سن رہے تھے۔ پھر کسی بات کو ادھوری ہی چھوڑ کر بوڑھے نے ایک نئی بات شروع کی۔

''ہزاروں سال پہلے کی بات ہے، ایک بادشاہ نے آدھی دنیا فتح کرلی۔''

''پھر''

''پھر اسی خوشی میں بادشاہ نے ایک بہت بڑی دعوت کی۔''

''پھر.... پھر''

''پھر کیا، اتنا کھانا بنایا گیا کہ بادشاہ کے شہر کے سارے کے سارے مکانوں میں کھانا بنا کر رکھا گیا۔''

''پھر۔ پھر۔ پھر۔''

بوڑھے نے کہنا شروع کیا، ''سب سے پہلے بادشاہ اور اس کے رشتے داروں نے کھانا کھایا۔''

''ٹھیک''

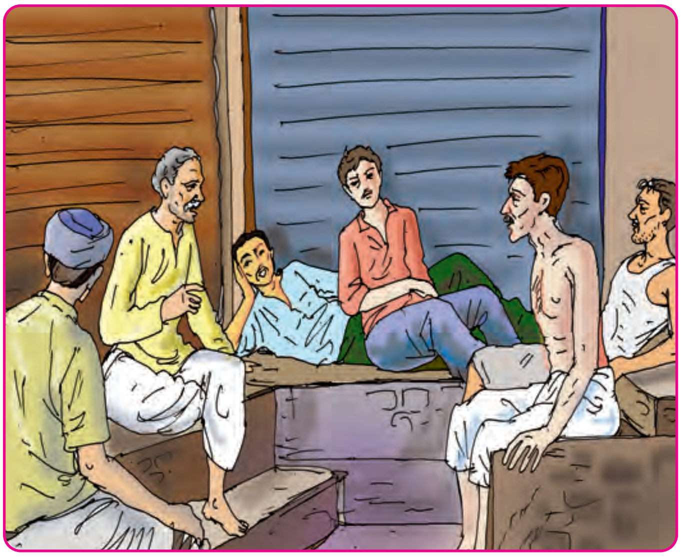

''پھر بادشاہ کے سیکڑوں امیروں اور وزیروں نے کھانا کھایا۔''

''ٹھیک''

''پھر بادشاہ کے ہزاروں فوجیوں اور چُنے ہوئے شہریوں نے کھانا کھایا۔''

''ٹھیک''

''اتنے لوگوں کے کھانا کھاتے کھاتے رات ہوگئی۔''

''ٹھیک''

''اور سب کے بعد رات کے وقت لاکھوں غریب، غربا اور فقیروں نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا۔''

''بالکل جھوٹ .... بالکل جھوٹ'' اس برآمدے میں لیٹے ہوئے سبھی آدمی احتجاجاً اُٹھ کھڑے ہوئے اور ان میں سے ایک

آدمی بولا، ''بوڑھے! تجھے جھوٹی باتیں کرتے شرم نہیں آتی۔ اگر ہم نے رات کو پیٹ بھر کر کھانا کھایا ہوتا تو اس وقت چین کی نیند نہ سو رہے ہوتے۔ رات بھر تمھاری یہ بکواس کون سنتا؟''

''ارے بھائی! ناراض کیوں ہوتے ہو۔'' بوڑھے نے سہمی ہوئی آواز میں کہا، ''میں بھی تمھاری طرح بھوکا ہوں۔ اگر مجھے ہی نیند آ رہی ہوتی تو بھلا یہ باتیں کرنے کے لیے میں جاگتا ہوتا؟ میں بھی...... تو سو جاتا۔''

4R1PZ2

معنی و اشارات

انہماک	–	توجہ، دھیان، مصروفیت
ہنکاری بھرنا	–	ہاں کہنا، کہانی سنتے ہوئے سنانے والے کی بات پر ہامی بھرنا
لاؤ لشکر	–	فوج اور اس کا سامان
احتجاجاً	–	مخالفت کرتے ہوئے
ہزاروں سال لمبی رات		انسان بھوکا ہو تو اس کا وقت نہیں کٹتا۔ اسے نیند نہیں آتی اور رات بہت لمبی معلوم ہوتی ہے

مشق

✤ **ایک جملے میں جواب لکھیے:**

۱۔ عبادت میں کب آدمی کا جی نہیں لگتا؟

۲۔ رتن سنگھ کہاں پیدا ہوئے؟

۳۔ کہانی سنانے والا کیسی باتیں کر رہا تھا؟

۴۔ وہ سب کے سب رات کاٹنے کے لیے کہاں لیٹے تھے؟

۵۔ بوڑھے آدمی نے کس کی بات شروع کی؟

۶۔ بادشاہ کیوں دکھی تھا؟

۷۔ کاری گر کا بنایا ہوا ڈنڈا کیسا تھا؟

۸۔ بات کہتے کہتے بوڑھا کیوں رُکا؟

۹۔ آدھی دنیا فتح کرنے کی خوشی میں بادشاہ نے کیا کِیا؟

۱۰۔ کہانی سننے والوں کو نیند کیوں نہیں آ رہی تھی؟

✤ **مختصر جواب لکھیے:**

۱۔ بادشاہ کے سات محل کیسے تھے؟

۲۔ سات پھل والے پیڑ تک پہنچنا بادشاہ کے لیے کیوں دشوار تھا؟

۳۔ مچھلی پر بسا ہوا شہر کیسا تھا؟

۴۔ لیٹے ہوئے لوگوں نے بوڑھے کی باتوں کو جھوٹ کیوں کہا؟

✤ **قوسین میں دیے ہوئے لفظوں کی مدد سے خالی جگہ پُر کیجیے:**

۱۔ سننے والے اس کی بات بڑے .... سے سن رہے تھے۔ (غور / انہماک)

۲۔ دکان کے .... میں آ کر رات کاٹنے کے لیے لیٹ گئے تھے۔ (برآمدے / صحن)

۳۔ پیڑ کے گرد سات سانپوں کا زبردست .... تھا۔ (حلقہ / پہرا)

۴۔ پھر اچانک یہ ہوا کہ رکشوں اور تانگوں کا .... شور مچاتا ہوا سڑک پر سے گزرنے لگا۔ (ریلا / جمگھٹا)

۵۔ اس برآمدے میں لیٹے ہوئے سبھی آدمی .... اُٹھ کھڑے ہوئے۔ (اخلاقاً / احتجاجاً)

بول چال

✤ درج ذیل جملوں میں خط کشیدہ الفاظ کی جگہ سبق سے محاوروں کو تلاش کر کے لکھیے۔

۱۔ وہ برآمدے میں رات گزارنے کے لیے لیٹ گئے تھے۔

۲۔ بادشاہ بھی مضبوط ارادے کا تھا۔

تلاش و جستجو

✤ ذیل کے جملوں میں بعض الفاظ دو دو بار استعمال ہوئے ہیں۔ جیسے:

۱۔ رات دھیرے دھیرے سرک رہی تھی۔

۲۔ رات آہستہ آہستہ کھسک رہی تھی۔

۳۔ کھانا کھاتے کھاتے رات ہوگئی۔

ان جملوں میں سرکنے، کھسکنے اور کھانے کے تسلسل کو ظاہر کرنے کے لیے ان کاموں کی خصوصیت کو دو دو بار لکھا گیا ہے۔ تکرار سے آنے والے ایسے چند الفاظ منتخب کر کے جملے بنائیے۔

زورِ قلم

بھوک لگ جانے پر آپ کی جو کیفیت ہوتی ہے اسے پانچ جملوں میں بیان کیجیے۔

سرگرمی/منصوبہ:

۱۔ نظیر اکبرآبادی کی نظم 'روٹیاں' جماعت میں سنائیے اور اپنی بیاض میں لکھیے۔

۲۔ سبق کی ادھوری کہانیوں میں سے کسی ایک کہانی کو مکمل کیجیے۔

۳۔ 'جدید ٹیکنالوجی اور ہم' عنوان کے تحت مذاکرے کا انعقاد کیجیے۔

۴۔ 'قومی سائنسی دن' کی مناسبت سے تین سائنس دانوں کی مختصر معلومات جمع کیجیے۔ نیز چارٹس، پروجیکٹ اور ماڈل کی نمائش کا اہتمام کیجیے۔

آئیے زبان سیکھیں

کہاوت/ضرب المثل

سبق کی 'پہلی بات' میں کہا گیا ہے کہ آدمی اگر بھوکا ہو تو کسی کام میں اس کا جی نہیں لگتا؛ وہ کام چاہے خدا کی عبادت کیوں نہ ہو۔ اسی بات کو مختصر میں وہاں کہا گیا ہے: بھوکے بھجن نہ ہوئے۔ جب کسی لمبی بات یا خیال کو وضاحت سے نہ کہتے ہوئے چند لفظوں/فقرے یا مختصر سے جملے میں ادا کر دیا جاتا ہے تو ایسے فقرے/جملے کو کہاوت یا ضرب المثل کہا جاتا ہے۔ بولتے یا لکھتے وقت کہاوت کے استعمال سے بات میں زور اور اثر پیدا ہوتا ہے۔ کہاوتیں یا ضرب الامثال مکمل بامعنی جملے ہوتے ہیں مگر دوسرے واقعات یا عبارتوں کے ساتھ آکر ہی اپنا مفہوم واضح کرتے ہیں۔ جیسا کہ اوپر کی مثال میں بتایا گیا۔ اکثر ان کہاوتوں سے متعلق کوئی نہ کوئی کہانی مشہور ہوتی ہے۔ ہمیں کہاوتوں کے استعمال کا موقع محل معلوم ہونا چاہیے۔ ذیل میں چند کہاوتوں کی وضاحت کی جارہی ہے۔

۱۔ **ابھی دلّی دور ہے:** یہ کہاوت ایسے موقع پر بولتے ہیں جب بہت سا کام باقی رہ گیا ہو یا مقصد پورا ہونے میں دیر ہو۔

۲۔ **جس کی لاٹھی اس کی بھینس:** یعنی جس کے پاس طاقت ہوتی ہے، وہی حاوی ہوتا ہے۔

۳۔ **آسمان سے گرا کھجور میں اٹکا:** اگر کوئی ایک مصیبت سے نکل کر دوسری مصیبت میں پھنس جاتا ہے تو اس کی حالت پر یہ کہاوت استعمال کی جاتی ہے۔

کچھ اور مثالیں:

چار دن کی چاندنی پھر اندھیری رات
مان نہ مان، میں تیرا مہمان
بخشو بی بلّی، چوہا لنڈورا ہی بھلا
ناچ نہ جانے آنگن ٹیڑھا
گڑ کھائے گلگلوں سے پرہیز

روزمرہ اور محاورے پورے جملے نہیں ہوتے مگر کہاوت اپنے آپ میں پورا جملہ ہوتی ہے۔

• اپنے استاد کی مدد سے اوپر دی گئی کہاوتوں کا مفہوم معلوم کر کے ان کے سامنے لکھیے۔